قیمت سالانہ سے
رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو جہان میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۰ اپریل ۱۹۱۷ء | نمبر ۱۶

گلدستۂ اخبار

ہز مجسٹی دی کوئن ایمپرس نے ہندوستان کی ان مستورات کے نام ہمدردی کے کارڈ بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے خاوند یا بیٹے میدان جنگ میں بھیجے ہیں۔

ان کارڈوں پر کوئن ایمپرس کی نہایت خوبصورت تصویر اور نہایت موثر ہمدردی کے الفاظ مرصع ہونگے۔

یہ کارڈ ہندوستان میں آگئے ہیں۔ اور بہت جلد تقسیم ہونے والے ہیں۔

جنوبی امریکہ بھی جرمن کے خلاف ہے۔ اس نے وہ جرمن جہاز گرفتار کر لینے کا حکم دیا ہے جو برازیل کے سمندروں میں پائے جاویں۔

برازیل کی گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ جو جہاز مخدوش سمندروں میں جاتے ہیں وہ مسلح ہوا کریں۔

برازیل کے اخبارات گورنمنٹ برازیل کو مشورہ دے رہے ہیں کہ ۲۰ لاکھ پیادہ فوج یورپ میں بھیج دینا چاہیے۔

بولیویا نے بھی جرمن سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

جرمن روس کیساتھ علیحدہ صلح کرنیکا سخت آرزومند ہے۔ مگر روس کی طرف سے قطعی انکار ہے۔

دہلی کی پبلک ہارڈنگ لائبریری روز بروز ترقی کرتی جا رہی ہے۔

حضور ویسرائے کو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف لاز کی ڈگری عطا ہوئی ہے۔ مبارک

ہماری سرکار اب ہر محاذ پر بڑی کامیابی کیساتھ فتح پر فتح کر رہی اور آگے بڑھتی جا رہی ہے خدا کرے جلد فتح حاصل ہو۔

جرمن کا ظلم حد سے زیادہ بڑھتا چلا جاتا ہے ہسپتالی جہاز بھی ڈبو رہا ہے۔ افسوس۔

ہماری سرکار ہسپانیہ کو ایک لاکھ ۵۰ ہزار ٹن کوئلہ بہم پہونچایا کریگی ماہواری۔

گورنمنٹ ہسپانیہ بھی اس کے عوض بقدر خام دھات انگلستان کو دیا کرے گی جسقدر کہ انکو ضرورت ہو اور بکثرت دیگر شے بھی۔

جرمن نے ہسپانیہ کا جہاز فلگنشیو غرق کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے اس نے جرمنی کو سخت نوٹ لکھا ہے۔

لاہور کے ڈاکٹر کلیب صاحب کا لخت جگر عین میدان جنگ میں کام آیا ہے ہمیں ڈاکٹر صاحب سے پوری ہمدردی ہے۔

انگریزی فوجیں اب سینٹ کونٹین سے ایک میل سے زیادہ پرے نکل گئی ہیں

امریکہ اور ہماری سرکار کے درمیان دوستانہ تعلقات زیادہ گہرے اور وسیع اور مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

جنگی قرضہ کی رقم ۱۲۰۱۷۰۵۰۰ روپیہ تک پہونچ گئی

تار برقیات

جنوبی افریقہ کی شکر گزاری

لندن ۱۵ اپریل۔ کیپ ٹاؤن۔ جنوبی افریقی پارٹی کانگرس کے وزیر سرانگ ہاے نے اعلان کیا ہے کہ یونین گورنمنٹ نے امپیریل گورنمنٹ کو ۰۰۰۰۰ پونڈ عطیہ دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس بات کے شکریہ میں کہ امپیریل گورنمنٹ نے جو محکمہ جہازرانی کی حفاظت کی ہے اس سے جنوبی افریقہ سے برابر تجارت سابق جاری ہے۔

ہترسیل کے محاذ پر جنگ

لندن ۱۳ اپریل۔ رائٹر کا نامہ نگار مقیم صدر مقامات آج تار دیتا ہے کہ بلا روک ٹوک جارحانہ حملے جاری ہیں۔ آج سخت جنگ ہوئی جس پیشقدمی کا ذکر گزشتہ مراسلہ میں کیا گیا تھا۔ وہ دو سے میل لمبا اور ایک میل عمق میں ہے۔ ہم نے ذیبی برج پر بالادستی حاصل کی۔ یہ نامہ نگار جرمنوں کے اس دعوے کی تردید کرتا ہے کہ ہم نے ان کے محاذ کو توڑا نہیں۔ اور یہ بتایا ہے کہ ہم ہنڈنبرگ لائن کے ۳۰۰۰ گز پیچھے تک اتر گئے رہے۔ اور ۸۰۰۰ گز کے عمق میں ہم پرانی جرمن لائن سے پرے نکل گئے۔ ہماری مرزی توپخانہ کی سخت آتشباری نے جرمن توپوں کے مورچہ کو چکنا چور کر کے گرد آگرد ہی بالکل زمین دوز کر دیا۔ توقع کیجاتی ہے کہ اور بہت سی توپیں گرفتار کرلی گئی ہیں۔

سینٹ کوئنٹین سے ایک میل کے فاصلہ پر

لندن ۱۴ اپریل۔ اس سہ پہر کا سرڈگلس ہیگ کا مراسلہ راوی ہے۔ ہم نے سخت جنگ کے بعد سینٹ کوئنٹین سے ایک میل شمال مغرب کی جانب فیئیٹ گاؤں لے لیا۔ ہم نے نویرگویر کے مشرقی سطح مرتفع پر گرینیڈیر فرم اور سسٹن فرم کے خاص خاص مورچے لے لئے اور کونٹینٹ کی سمت میں بوم کیمپ اے سڑک کے شمال کی جانب ہم آگے بڑھ گئے۔ ہم دشمن کو برابر دباتے چلے گئے۔ اور سکیپ کے شمال کی جانب کی زمین وی سینے پر جبراً لے لی۔ ہم نے گوئیچی اپن گوہیل اور انگریزوں کے درمیان دیمی شین لاچو ویر اور فوسے کے مقبرہ پر دشمن کے مورچے لے لئے۔ جو توپیں ہم نے اس رقبہ میں لے لیں ان میں چار عدد پانچ انچی ہاوزر توپیں ہیں جو جرمن ہم نے حال ہی کی لڑائی میں لی ہے وہ ان کے علاوہ ہیں جو دوسری لڑائی میں لے گئے تھے اور اس میں ڈبل کریز بھی شامل ہے ہم نے لوز کی مشرق کی جانب دشمن کی ایک یورش کو منتشر کر دیا۔

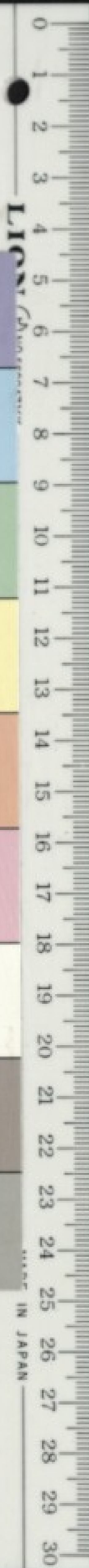
لندن ۱۴ اپریل۔ رائٹر کا نامہ نگار مقیم صدر مقامات مظہر ہے کہ جرمن پر جو زد لگائی گئی ہے وہ اس قدر زیادہ ہے کہ جسکا اندازہ ابھی تک لگایا نہیں جاتا۔ دشمن کی کئی ڈویژنیں ایسے طور پر کاٹ ڈالی گئی ہیں اب کئی ہفتوں تک لڑنے کے قابل نہ ہونگے۔ تازہ سپاہ جنگ میں جھونک گئی ہے۔

جرمن بے ترتیب حالت میں ہیں۔

برٹش توپیں مشین جیسے جرمن دشمن کے ساتھ علانیہ بڑی کامیابی کے ساتھ جنگ کر رہی ہیں اور جرمنی طاقت پر سبقت لے جا رہے ہیں اور دست بدست لڑائی میں خوب جوہر دکھاتے ہیں۔ اور جرمن سپاہی بے ساختہ اور بے ترتیب ہو رہے ہیں۔ یہ سب حالت جرمنی افواج کی گھبراہٹ اور سراسیمگی کی نشانی ہے جرمن افسران علانیہ شکایت کرتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ جس سے ہم آدمیوں پر قابو نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی ترتیب کو قایم رکھ سکتے ہیں۔

ہماری فتح کا دوسرا نشان یہ ہے کہ جرمن توپ خانہ میں وہ تیزی اور پھرتی نہیں ہے جو پیشتر تھی۔ برعکس اس کے ہمارے توپ خانوں میں عجیب قسم کی صفائی اور تیزی دن بدن زیادتی پر ہے۔ بحیثیت مجموعی جرمن گولہ انداز بڑی بزدلی سے کام لیتے ہیں۔ قیدی سپاہی شکایت کرتے ہیں ان کے توپ خانے خود انہیں پر فایر کرتے ہیں۔ یہ حالت غالباً اس وجہ سے وقوع میں آتی ہے کہ جرمن سپاہی اکثر وہ دیہات چھین لیتے ہیں جو میدان جنگ میں ہمارے ہلاک شدہ سپاہیوں پر سے گزاری ہوتی ہیں۔ جیسا ان کے درمیان خوراک کی قلت ہے۔ ویسے ہی پوشاک کی بھی قلت ہے۔ ایک ہفتہ گزرا کہ فوجی راشن میں بھی تخفیف کر دی گئی ہے۔

جرمنی کی اور بہت سی توپیں اور ہاوزر توپیں اور بڑا بھاری ذخیرہ سامان جنگ کا ہم نے لے لیا ہے۔ ہماری سپاہ کیساتھ گولہ اندازوں کی بڑی ماہر اور تربیت یافتہ ٹیم ہوا کرتی ہے۔



ایڈیٹوریل نوٹس

دنیا کا روشن اور تاریک پہلو

بائبل کا آپٹیمزم اور پسیمزم

یہاں تک ہم نے واعظ کے پسیمزم یا فلسفہ مصائب بینی کا مختصر سا خاکہ کھینچ کر دکھایا۔ جو واعظ کی کتاب کا اصل مدعا ہے۔ مگر اس پر درد اور اندوہناک بیان کے علاوہ جو واعظ نے اس دنیا کا کیا ہے اسی کتاب سے ایک اور آواز کان میں پڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جو نہایت تسلی بخش اور امیدوں سے معمور اور ہمت افزا ہے وہ بتاتا ہے کہ ان سارے نظاروں اور معاملات کے اندر ایک عظیم الشان اور ہمیشہ باقی رہنے والی اصلی تبدیلی ضرور ہوگی۔ وہ جوان کو یہ نصیحت دیتا اور اسے متنبہ کرتا ہے کہ جان رکھ ان ساری باتوں کے لئے خدا تجھ کو عدالت میں لائیگا" (واعظ ۱۱: ۹-۱۲: ۱۴) اور یہی ہمیں فلسفہ محاسن بینی یا آپٹیمزم کا تخم نظر آتا ہے جو مسیحی مذہب میں اگا اور بڑھا اور پھولا اور جو نئی خلقت میں پھیلیگا جس کا ہر ایک مسیحی کو یقین اور بھروسہ ہے۔ اور جس کا ہر ایک ایماندار متوقع اور امیدوار ہے یہی آواز ہمیں بہ صدائے بلند پکار کر کہتی ہے کہ آؤ ہم سب حاصل کلام سنیں۔ خدا سے ڈر اور اس کے حکموں کو مان کہ انسان کا فرض کل یہی ہے" (واعظ ۱۲: ۱۳)

ان مذکورہ بالا گذشتہ نمبروں میں ہم نے فلسفہ مصائب بینی عام اور فلسفہ مصائب بینی بائبل پر قدرے عمیق نظری سے غور کیا ہے۔ اور اس کی وساطت سے حقیقی فلسفہ محاسن بینی تک ہماری رسائی ہوگئی۔ اور ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ مسیحی فلسفہ محاسن بینی کی تصدیق زندگی کے تجربات سے بھی ہوتی ہے۔ اس دنیا میں ایک طرف عیش و طرب کے سامان موجود اور بزم طرب فراہم دکھائی دیتی ہے اور دوسری طرف آہ و بکا کے ساتھ آنسوؤں کے دریا بہتے اور کبھی تھمتے نظر نہیں آتے۔ اس عالم کے تھیٹر کی سٹیج پر ان دونوں قسموں کا سین ہم ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ ایک موقعہ ہے کہ ہم تمسخر خیز اور بہجت آمیز قہقہے لگتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور خود بھی ایک حصہ ہو کر اس نظارہ انبساط میں محو ہو جاتے ہیں اور خوشی خرمی کے سوائے کسی اور چیز کا ہمارے دلوں پر گذر ہی نہیں ہوتا۔ دوسرے وقت پر اندوہ اور خون آنسو رلانے والے نظارے ہماری آنکھوں کے سامنے گذرتے اور ہم پر ایسا اثر کرتے ہیں کہ روتے روتے سسکیاں لینے لگ پڑتے ہیں۔ آنسو نہیں تھمتے اور دل قرار نہیں پکڑتا۔ کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔ دنیا آنکھوں میں تاریک نظر آتی ہے الغرض یہ دونوں حالتیں دنیا میں ایسی فطری حالتیں اور طاقتیں ہیں اور ان کا غلبہ انسان پر ایسا زبردست ہے کہ وہ اُن کے اثر سے بچ نہیں سکتا۔ بلکہ بعض اوقات ایسا اثر ہوتا ہے کہ اُن سے انسان پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ مرگ الم اور شادی مرگ دونوں موجود ہیں۔ جب ہم ان حالتوں پر تمعن کرتے ہیں تو واعظ کا یہ مقولہ بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے۔ کہ سب بطلان ہے۔ پس آؤ ہم تھوڑی دیر کے لئے ان دونوں حالتوں پر ایک اور وسیع نظر ڈالیں اور اپنی فلاحیت دارین کے لئے اُن سے سبق نکالیں۔

اشکباری کے نظارے جو درد و غم سے مملو ہوتے ہیں وہ ہم پر ایک جبریہ اثر پیدا کرتے ہیں یہ اُن کی ادنےٰ صورتیں ہیں۔ مگر جب وہی نظارے اپنی اعلےٰ صورتوں میں ہمارے پیش نظر ہوتے ہیں اور ہمارے دل پر اثر کرتے ہیں تو یہ جبریہ صورتیں اخلاقی صورتوں میں متبادل ہو جاتی ہیں اس قسم کا غم آلودہ نظارہ ہمارے جذبات اور احساس کو دکھ میں ڈال دیتا ہے۔ اور ہم یقین کر بیٹھتے ہیں کہ یہ خلقت اپنی بڑی شان و شوکت اور خوبصورتی کے ساتھ گوناگوں غموں اور تکالیف سے بھری ہوئی ہے۔ اور فطرت کی طاقتیں انسان کی زندگی پر بڑا ناگوار اور تکلیف دہ قبضہ ڈالتی ہیں۔ اور انسان کی جوانی کی کلیوں کو جنہوں نے اپنے موقعہ پر اپنے پورے تجمل اور خوبصورتی کے ساتھ کھلکر اپنی بہار دکھانا تھا اُن کو ناگہاں توڑ مروڑ کر برباد کر دیتی ہیں۔ اور بے شمار غیر متوقع حادثات ہمارے مستقبل کی پر امید پیش بینیوں اور دور اندیشیوں کو ملیامیٹ کر ڈالتے ہیں۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انسان کی آزاد مرضی کی نہایت مفید اور قابل تقلید زندگی جو بے نظیر نتائج سے پر ہوتی ہے۔ بری امراض اور جسمانی کمزوریوں اور تنگ دستی اور افلاس کا شکار ہو جاتی ہے تو ہمارے احساس پر اور زیادہ چوٹ لگتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دانا اور بے وقوف کا حکیم اور جاہل کا ایک ہی انجام ہوتا ہے۔ تو سوائے افسوس اور غم کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نیک اور راستباز ستائے جاتے اور دکھ اٹھاتے اور کوئی اُن کا معاون

اور ہم گمراہ نہیں تو ہماری حیرانگی کی کوئی حد نہیں رہتی اور نہ صرف یہ بیرونی تجربات ہم کو ستاتے رہتے ہیں بلکہ جب ہم اپنے باطن میں تفکر کر کے دیکھتے ہیں۔ اور مشاہدہ کرتے ہیں کہ کیسے بڑے بڑے شریف نژاد اور نیک منش اور خوبصورت چال چلن لوگ نہ صرف بیرونی جبری حادثات ہی سے بلکہ اپنے ذہنی اور دماغی دکھوں اور تکالیف سے جو ان کی سرشتی اور جذبات کے اندر گہری جڑ پکڑے ہوئے ہوتی ہیں اُن سے متاثر ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے باطنی تناقضات اور متنابیات سے ستائے جاتے اور اپنے اردگرد کے حالات مختلفہ سے کسی طرح بھی چین نہیں پاتے اور یہ بیرونی اور اندرونی ہر دو قسم کے دکھ دینے والے اور برباد کن حادثات کسی نقطہ سے اُن سے دور اور مہجور نہیں ہوتے۔ تو یہ سارے واقعات اور دلدوز نظارے ہمارے دل اور جگر کے اندر سنان جانگداز کی مثل آر پار ہو جاتے ہیں۔ اور ہم پریشانی اور مایوسی کے میدان جنگ میں بسمل نیم جاں کی طرح پڑے تڑپتے رہتے ہیں۔ اور کوئی ہمارا پرسان حال نظر نہیں آتا۔

یہ درد انگیز نظارے موجودہ طبیعت عالم میں خلاقی معنوں کے اندر بڑی وضاحت اور صفائی سے نمایاں ہوتے ہیں۔ اور ان شخصیتوں میں منکشف ہو جاتے ہیں جو اخلاقاً دنیا میں سب سے اعلیٰ اور اتم اور اشہر ہوا کرتے ہیں۔ جو اپنے افعال کی قوی طاقت کے وسیلہ سے کلام کرتے۔ اعلیٰ نمونہ اور کامل معراج ہونے کا دم بھرتے ہیں وہ بار بار اپنے ہی اندرونی دکھوں میں ہلاک ہوتے رہتے ہیں۔ اس قسم کے دردناک واقعات ناٹک کا خاص مضمون ہوتے ہیں۔ اور اس عالم کے تماشہ گاہ کے چبوترے پر بھی اسی قسم کے ناٹک کے سین برابر نظر آتے رہتے ہیں۔ موجودہ یورپی جنگ کا نقشہ جس میں بے شمار بہادر مکھیوں کی طرح ہلاک ہو ہو کر گر رہے ہیں دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر مثال ہے ناٹک کا یہی خاصہ ہے مگر

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دنیا میں نیکی برباد اور گناہ لازم آتا ہے۔ نیکی فی النفسہ اور راستی مطلقاً برباد اور ہلاک ہوتی رہتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گناہ کی وجہ سے ایک قسم کا دکھ ہوتا ہے۔ جو شخصی جرم کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ بالکل دوسروں کے جرم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی قوم یا کسی پشت کے گناہ کی وجہ سے۔ مثلاً یروشلیم کے برباد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے باشندوں نے نبیوں کو قتل کیا اور آخرکار مسیح کو بھی مصلوب کر دیا۔ جس بات کو خداوند نے گہری نظر سے دیکھا اور درد دل سے فرمایا کہ اے یروشلیم۔ اے یروشلیم تو جو نبیوں کو قتل کرتا ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو پتھراؤ کرتا ہے۔ کتنی بار میں نے چاہا کہ تیرے فرزندوں کو اس طرح جمع کروں جس طرح مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں تلے جمع کرتی ہے۔ مگر تو نے نہ چاہا۔ گلگتھا کی بلندی پر مسیح کی صلیب کے نیچے اس دنیا کی اصلی فطرت اور جبلی طبیعت نظر آتی ہے۔ خاص انسانی فلسفہ محاسن بینی یہاں عاجز رہ جاتا ہے۔ اگرچہ عین مسیح کی صلیب کے نیچے ہی سے اعلیٰ فلسفہ محاسن بینی کا بھی آغاز ہوتا ہے لیکن نہایت زبردست بات جو یہاں نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دنیا میں یہی حال ہوا کرتا ہے کہ حقیقی سچائی اور اصل راستبازی کا یہاں خون ہی ہوا کرتا ہے ٭

زندہ رہنا میرے لئے مسیح ہے اور مرنا نفع } فیروزپور شہر ضلع فیروزپور سے مسٹر رام سنگھ لکھتے ہیں۔

میں نہایت افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ ہماری مہربان بزرگ مس جے۔ ای جنکس صاحبہ جو کہ فیروزپور میں عرصہ قریباً سات سال سے مشنری خدمت کے لئے مقیم تھیں بارہ ماہ حال سن رواں کو لودیانہ زنانہ ہسپتال میں بوقت ۱۰ بجے صبح کو راہی ملک عدم ہوئیں جب اُن کے گزر جانے کا تار فیروزپور مشن کمپونڈ میں پہونچا۔ تو سنتے ہی اُن کے متعلقین پر گویا حالت سکتہ طاری ہوگئی گویا کہ موسم بہار پر باد خزاں یک بیک آ پڑی۔ کیونکہ اُن کی پُرجوش خدمت سے علاقہ فیروزپور ایک چمنستان بنا ہوا ہے۔ جس میں طرح طرح کے گل کھلے ہوئے ہیں۔ اور باد خزاں سے یک بیک کملا گئے۔ خدمت کے آثار جو نظر آ رہے ہیں۔ دیکھ کر دل فرحت و سرور سے پر ہو جاتا ہے۔ چونکہ مقدسوں کا زندہ رہنا مسیح ہے۔ اُن کی خدمت اور اُن کی زندگی سے نمایاں تھا۔ بندہ تقریباً ان کی زندگی سے زیادہ واقف ہے۔ اور عرصہ سات سال اُن کے ساتھ رہا۔ اس لئے چند ایک واقعات جو کہ اُن کی زندگی میں نمودار تھے جن سے فیروزپور کا ہر فرد بشر خورد و کلاں حیران ہیں اور ہر ایک اس بات کا شاہد ہے کہ واقعی ان کی زندگی میں مسیح مزاج تھا جیسے کہ مقدسوں میں ہونا چاہئے۔



جن میں سے چند ایک واقعات کا مختصر طور پر بیان کرتا ہوں کہ وہ کیسی مہربان - ہمدرد و غریب پرور - خود انکار نکر مند تھیں - اور یہاں تک کہ فرداً فرداً روح کا نہایت فکر کرتی تھیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ مسیح کی خاطر زندگی اور مال خرچ کرتے رہے - خاص ایک گاؤں جسکا نام فیروز شہر ہے - وہاں پر ایک غریب مسیحی کا لڑکا جو کہ اب قریباً چار سال کا ہے کچھ عرصہ ہوا کہ اُس کو ڈبل نمونیہ ہو گیا اور مرحومہ کا دورہ اُسی جگہ تھا بچا بے والدین اس کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے - جب مس صاحبہ کو خبر ہوئی تو وہ فوراً آئیں اور اُن کو تسلی دی نہ صرف تسلی ہی بلکہ یہانتک اُن کے دُکھ میں شریک ہوئیں کہ اسوقت کھانا بھی چھوڑ گیا - کھانا پینا چھوڑ کر ساری رات بھر مریض کے پاس بیٹھی رہیں - اور خداوند نجات دینے والے سے دعا کرتی رہیں - اور جسمانی دوائی کا بھی ایسی خوش اسلوبی سے انتظام کیا کہ دوسری صبح وہ لڑکا بالکل تندرست ہو گیا - اور لوگ عش عش کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ بزرگ مس صاحبہ کے ہاتھ میں مسیح کی طرف سے کوئی کرامات ہے ایسے ہی اور کئی ایک واقعات ہیں جن کو تحریر کرنے کے لئے گنجائش نہیں - اپنے بخدمتوں کے لئے وہ ایسی ہمدرد اور جان نثار تھیں کہ ایک مناد بنام چراغ الدین جو کہ ملکسر علاقہ میں جب ہم مس صاحبہ کے ساتھ دورہ کر رہے تھے - اور ماہ فروری سن رواں تھا تو اُس کو بھی ڈبل نمونیہ ہو گیا - اُنہوں نے مناد کی تو ڈیوٹیاں دو دو کی مقرر کیں لیکن

خود تمام رات اپنے ہاتھ سے ٹکور دیتیں اور دوائی پلاتے رہے لیکن آخرکار وہ بھائی ابدی آرام میں سو گیا - مرحومہ ختم دورہ کے بعد فیروزپور آگئیں تو اُس سے اگلے روز کسی ضروری کام کے لئے جڑانوالہ گرلز سکول گئیں اور وہاں ہی بیمار ہو کر لدھیانہ پہنچائی گئیں - منگل کو تار آیا کہ وہ نازک حالت میں ہیں - اور اُن کی زندگی کی امید نہیں ہے - چونکہ سمر سکول کا وقت تھا کوئی ہمدمتوں میں سے تو نہیں جا سکا - صرف بزرگ مہربان مس جونس صاحبہ گئیں جن سے اُن کی آخری حالت اور کلمات کا پتہ لگا - کہ باوجود وہ نہایت جسمانی تکلیف میں ہونے کے واپنے منجی کو یاد کرتی رہیں - اور اُن کے چہرے سے خوشی کے آثار نمایاں تھے اور وہ خداوند یسوع مسیح سے دعا کرتی رہیں - آخر کو دعا کرتے کرتے یہاں تک پہنچیں جس کو دعا کا جواب سمجھنا چاہیئے کہ میرے کل گناہ معاف ہو گئے ہیں اور اب میں مسیح کے پاس جاتی ہوں اور اس بات کا بڑے زور سے بیان کیا کہ خدمت میں سرگرم رہو - کیونکہ خداوند کا آنا بالکل نزدیک ہے - آخر کو یہ نصیحت کر کے ابدی آرام میں پہنچ گئیں - عرض ہے کہ ان کے رشتہ داروں اور علاقہ کے مسیحیوں کے لئے دعا کریں کہ خدا اُن کو تسلی بخشے - کیونکہ علاقہ ایسا غمزدہ ہوا ہے کہ جو جو لوگ سنتے ہیں وہ سوائے آنسو بہانے کے اور کچھ کر نہیں سکتے - سو سبھوں کی تسلی کے لئے دعا مانگنا فرض سمجھیں -

واقعی مس صاحبہ مرحومہ ایسی ہی تھیں - ہمیں بھی اُن کا ذاتی تجربہ ہے - آپ خداوند کی خدمت میں نہایت سرگرم اور محنت کش خادمہ تھیں - جب وہ جگراؤں ضلع لودیانہ میں کام کرتی تھیں تو اس وقت بھی اپنے کھانے پینے اور آرام پر خداوند کی خدمت اور بشارت انجیل کو عملی طور پر ترجیح دیتی تھیں - اور موسم سرما کے دورے کے وقت دیہات میں دس بجے سے لیکر شام تک مستورات کے درمیان کام کرتی رہتی تھیں جو یہاں زیادہ کام کرتا ہے خدا اس کو اپنے پاس بھی کام کرنے کے لئے جلد بلا لیتا ہے - یہ اس کی روحانی کارگزاری میں ایک مرتبہ اور بہار سے دوسرے اعلےٰ مرتبے اور کام پر ترقی کرتا ہے - ایڈیٹر

ایک نظر ادھر بھی

لاہور پریسبٹری کے ممبران کی طرف سے پادری نظام الدین صاحب ساکنہ دوسوہ ضلع ہوشیارپور تحریر فرماتے ہیں کہ -

ہم ممبران پریسبٹری جو باہر سے فیروزپور شہر میں پریسبٹری کے اجلاس میں شامل ہوئی ہیں - تہ دل سے شکرگزار ہیں کہ مسٹر متھیاس صاحب ٹھیکہ دار کے کہ جنہوں نے ہمارے کھانے پینے اور چارپائی روشنی وغیرہ کا انتظام مسیحی محبت اور بڑی خوشی اور دلیری اور ہمدردی کے ساتھ اپنی جیب سے کل خرچ ۵ اپریل لغایت ۸ اپریل کی شام برداشت کیا اور ایک ہی میز پر دیسی اور ولایتی چار دکھانا کھاتے تھے - اور ریل مل کر بیٹھ کر اور باتیں کر کے ہر ایک کے چہرہ مارے خوشی کے اچھلتے تھے - یہ پہلا موقعہ ہے جو لاہور پریسبٹری کو مسٹر متھیاس

صاحب نے دیا۔ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ مسیحی بھائی مسیحی محبت میں جوش مارنے اور اپنے اپنے فرائض کو سمجھنے لگے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ کام کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کثیر زر اور وقت کا بہت سا حصہ صرف ہوتا ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ مسٹر متھیاس صاحب نے یہ کام صرف خلوص دل اور مسیحی محبت کی وجہ سے کیا ہے۔ جس کی ہم بڑی قدر کرتے ہیں اور سب ملکر دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم مسٹر اور مسز عبد اللہ اعظم صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی کوٹھی ہماری رہائش کے لئے دیدی جس میں ہم نے بہت آرام کیا۔ جملہ ممبران پریسبٹری نے مسٹر متھیاس صاحب ۳ دفعہ چیئرز کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔

ہماری دانست میں مذکورہ بالا اظہار تشکر میں پریسبٹری کے ممبران کا جو نصب العین ہے وہ کھانا پینا نہیں ہے بلکہ مسٹر متھیاس صاحب کی وہ قلبی محبت اور مسیحی طبیعت اور اس فقرہ کا مفہوم ہے کہ "اب وہ وقت آگیا ہے کہ مسیحی بھائی مسیحی محبت میں جوش مارنے اور اپنے فرائض کو سمجھنے لگے ہیں"۔ کھانا پینا جس میں کثیر زر اور وقت کا بہت سا حصہ صرف ہوتا ہے اس نصب العین کے اظہار کا خاص وسیلہ ہے۔ جس کے لئے ہم بھی مسٹر متھیاس کے مداح ہیں کہ انہوں نے باوجود ملازم مشن نہ ہونے کے اور پریسبٹری سے کوئی انتظامیہ تعلق نہ رکھنے کے حیثیت

ایک مسیحی شخص ہونے سے محبت کا عمدہ نمونہ (ایڈیٹر)

حضور ویسرائے بہادر کو ڈاکٹر آف لاز کی ڈگری عطا ہوئی

۱۳ ماہ حال کو پنجاب کا خاص کنووکیشن جلسہ فراہم ہوا۔ سارا ہال نہایت خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ اور فرش پر سنہری کناری دار گدی دری بچھی ہوئی تھی۔ عین مقررہ وقت پر حضور ویسرائے صاحب بہادر تشریف لائے۔ چنسلر اور وائس چنسلر نے استقبال کیا۔ جب ویسرائے صاحب اپنی کرسی پر رونق افروز ہو گئے۔ تو چنسلر کے اعلان سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ حضور ویسرائے کی متعلقہ دارالعلوم شاملہ خدمات کے صلہ میں ڈاکٹر آف لاز کی ڈگری عطا کرنے کے بارے میں جو ۳۱ مارچ کو سینیٹ نے رزولیوشن پاس کیا تھا اس کو آنریبل مسٹر مائنارڈ نے پڑھ کر سنایا۔ اور ان کی دیگر کارہائے نمایاں متعلق صیغہ تعلیم کا بھی ذکر کیا۔ جسکا نتیجہ یہ رزولیوشن تھا۔ بعد میں بحیثیت وائس چنسلر سینیٹ کی جانب سے چنسلر کو دعوت دی کہ وہ یونیورسٹیز کے ایکٹ کی دفعہ ۱۰ کے مطابق ویسرائے صاحب کو ڈگری عطا فرمائی۔ مسٹر وولنر صاحب رجسٹرار نے باریابی کا اشتہار پڑھکر سنایا۔ اور اس ڈگری کا قرمزی خلعت حضور ویسرائے کے زیب تن کیا۔ اور ہز آنر نے ڈپلوما پر دستخط کئے۔ اس کے بعد ہز اکسیلنسی نے اظہار تشکر میں ایک مختصر سی تقریر کی۔

نور افشاں کے لئے کتنے خریدار پیدا کئے ہیں؟

عرب میں بھی لاکھوں عربی سکھ آباد ہیں

ایک معتبر کو عراق عرب سے ایک سکھ انجنیئر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ سری گورو نانک دیو جی جب دھرم اپدیش دیتے ہوئے عرب پہنچے تو آپ یہاں بھی صلح کل تعلیم کا بیج بو گئے تھے۔ چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے یہاں لاکھوں سکھوں کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ عربی سکھ مسبحی کہلاتے ہیں اور عراق عرب کے چھوٹے سے چھوٹے گاؤں سے لے کر بڑے سے بڑے شہر تک میں موجود ہیں۔ ان کی شکلیں پرانے سکھوں سے ملتی ہیں۔ ڈاڑھی مونچھ یہ بالکل نہیں کترواتے اکثر سر پر کیس بھی رکھتے ہیں۔ وہ اپنے کیسوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے زلفوں کی طرح کندھوں پر لٹکا لیتے ہیں جن کے نچلے سروں میں گانٹھیں دی ہوتی ہیں۔ سر پر ایک رومال دوہرا کر کے باندھتے ہیں۔ ان کا باقی تمام لباس عربی مسلمانوں اور عرب کی دیگر قوموں کی مانند ہوتا ہے۔ ان کے لمبے ڈاڑھے اور نورانی چہروں سے دور سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ عربی خالصہ آ رہا ہے۔ وہ اپنے پنجابی سکھ بھائیوں کو دیکھ کر دور ہی سے **ست کرتار اور ست سری اکال** کی آواز لگاتے ہیں۔ افسوس یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کی بولی نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان سے تبادلہ خیالات نہیں کر سکتے۔

کینیڈا کی سرکار نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۴۹۰۷۳ کینیڈین بھرتی ہو چکے ہیں۔

یسوع مسیح کے اچھے سپاہی کی مانند دکھ سہہ

۲ تمطاؤس ۲: ۳

ایوب ۷: ۱ - کلام میں مرقوم ہے کہ انسان دنیا میں سپاہگری کے واسطے ہے۔ اچھا سپاہی وہی ہے جو اپنے بادشاہ۔ اپنے ملک۔ اور اپنی قوم کے واسطے دشمن سے جنگ کرے۔ میدان کارزار پھولوں کی سیج نہیں۔ بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔ جہاں ہر وقت جان ہتھیلی پر ہوتی ہے۔ اچھا اور بہادر سپاہی وہی ہے جو اپنی جان کی پرواہ نہ کرے۔ فوج لاکھوں بہادروں کی ہو مگر سپہ سالار ایک ہی ہوتا ہے۔ مسیحی فوج جس کا کام دن رات جنگ کرنا ہے اس کا سپہ سالار خداوند یسوع مسیح ہے۔ اگرچہ ہر ایک مسیحی اس فوج کا سپاہی ہے اور ہر ایک کو جنگ کرنا فرض ہے۔ مگر عہدہ دار فوج کے کام اور حیثیت کے مطابق فوج کو جنگ میں لیجاتے اور ان کی رہنمائی کرتے اور آگے ہوتے ہیں۔ ویسے ہی خادمان دین واعظ منادو مشنری مسیحی فوج کے عہدہ دار ہیں۔ پولوس رسول تمطاؤس نامور خادم دین کو لکھتا ہے کہ بہادر اور اچھا سپاہی بن جا۔ سپاہی بننے کے واسطے کیا ضروری ہے کہ امر [illegible] اور آگے سے بھاگنے والا شخص نہ ہو [illegible] اور خادم الدین کے عہدہ کے لائق [illegible] اور حقیقی خادم الدین وہی ہے جو دوسروں کے واسطے نمونہ ہے۔ اور خود دشمن کے مقابلہ پر سینہ سپر ہو۔ اچھا گڈریا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ لیکن مزدور بھاگتا ہے [illegible] اور [illegible] مسیح [illegible]

بلکہ کا مقابلہ کرتا تھا۔ ایام غدر میں [illegible] صاحب جبکہ آگرہ کے مشنری تھے۔ قلعہ کے انگریز صاحبان نے دیسی مسیحیوں کو قلعہ کے اندر پناہ دینے سے انکار کیا تب [illegible] چنانچہ [illegible] صاحب جو اس وقت مشنری تھے۔ انگریزوں سے ان کے قلعہ کے اندر آنے کی درخواست کی مگر آپ نے انکار کیا۔ اور کہا اگر دیسی مسیحیوں کو قلعہ کے اندر آنے کی اجازت دو تو میں آؤنگا ورنہ میں بھی ان کے ساتھ شہید ہونگا۔ لاچار انہوں نے پادری [illegible] صاحب کی خاطر دیسی مسیحیوں کو قلعہ کے اندر جگہ دی۔ یہ تھا یسوع مسیح کے تحت کلیسیا کے عہدہ دار جو مسیحی سپاہیوں کے ساتھ مرنے کو تیار رہتے ہیں۔ اور ان کی جانوں کی فکر رکھتے ہیں۔ اے مشنری صاحبان اور خادمان دین ہم کو اس طرح اپنے بھائیوں اور خدمتوں کے واسطے جان قربان کرنا اور [illegible] اور ان کی جانوں کی فکر کرنا لازمی ہے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ تنخواہ دار سپاہی بزدلی دکھاتے ہیں اور سخت جنگ کے وقت بھاگ نکلتے ہیں۔ کیونکہ وہ مزدور ہیں لیکن والنٹیر جو صرف ملک۔ بادشاہ اور قوم کے واسطے جنگ کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں بھاگتے۔ جنگ ہی میں قربان ہوتے ہیں۔ ہمارا سپہ سالار بھی ایسے ہی سپاہی چاہتا ہے جنہوں نے برضا و رغبت اپنے آپ کو جنگ کے واسطے سپہ سالار کے سپرد کر دیا۔ جیسا کہ شاہ یہوداہ یہوسفط کے ایام میں عمسیاہ بن زکری نے کیا (۲ تواریخ ۱۷: ۱۶) اپنے آپ کو خوشی سے خداوند کے لئے مخصوص کیا۔ اور اس کے ساتھ [illegible] ہو کر بہادر [illegible] سپاہی [illegible] [illegible]

[illegible] کس قدر ہیں جنہوں نے برضا و رغبت اپنے آپ کو خداوند کے لئے مخصوص کیا جیسا کہ گزشتہ جنگ جاپان اور امریکہ میں ہوا کہ امریکہ کے بہت سے بڑی بڑی تنخواہیں بڑے بڑے عہدے چھوڑ کر حیثیت والنٹیر جنگ میں شریک ہوئے۔ اور دنیوی نقصان ہی اٹھایا بلکہ [illegible] جانیں بھی دی ہیں۔ حال ہی میں جو جرمن نے جہازوں کو راہ [illegible] کرنے کے متعلق امریکہ سے جنگ چھیڑ دیا ہے۔ اور جنگ کا خطرہ امریکہ کو ہو گیا ہے۔ تو سابق پریزیڈنٹ روزویلٹ نے اپنی اور اپنے بیٹوں کی خدمات جنگ کے واسطے قوم کے سامنے اور پریزیڈنٹ ولسن کے پیش کی ہیں۔ ہمارا سپہ سالار ایسے ہی سپاہی چاہتا ہے۔ لیکن ہندوستانی مسیحیوں میں ایسے بہت پائے جاتے ہیں جو مسیحی جنگ میں روحوں کو بچانے کے واسطے یا تو وہ شامل ہوتے ہیں جن کو اور کہیں کام نہیں ملتا۔ یا وہ جن کو دوسری جگہ اس قدر آرام اور روپیہ نہیں ملتا۔ روس کے مقابلہ میں جاپان کی کیا حقیقت تھی۔ مگر جاپان فتحیاب ہوا۔ اس کی فتح کا راز اس میں تھا کہ جاپانی ملک اور قوم کے واسطے بخوشی جنگ میں شریک ہوتے تھے اور مائیں بچوں کو تاکید کرتی تھیں کہ بغیر فتح کے بیٹے مت آنا۔ ایسی ہی مائیں ہندوستان میں کہاں ہیں۔ وہ بھی اس بات کو سوچیں جو ہندوستان کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ آجکل کو مسیحی والدین اپنے بچوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں کہ [illegible] غلطی [illegible] کی وجہ سے [illegible] لیکن [illegible] تعلیم حاصل کر رہے [illegible] [illegible]

وہ ڈاکٹر سوابیٹ تھا اوچمن میں داخل ہونا چاہتا تھا اب بہت منع کرتا تھا کہ ایسی بات مت کرو سرکاری نوکری کر مشن میں آپ بھوکا مریگا ہم کو بھی بھوکا ماریگا لیکن لڑکا اپنی بات پہ قائم رہا۔ اور آج وہ ایک لائق خادم الدین اور ہندوستانی مسیحیوں کا فخر ہے +

این۔ایم۔ایس کے بھائی مجھ سے ناراض ہوتے ہیں کہ میں اُن کی مخالفت کرتا ہوں۔ حاشا یہ بات نہیں۔ اگر میں خدمت کی مخالفت کروں تو میں خداوند کا نمک حرام سپاہی ہونگا۔ اور قوم کا بدخواہ۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ مغربی طریق کو چھوڑو اور مشرقی طریق پر جنگ کرو اگر مغربی طریق پر ہی کام کرنا تھا۔ تو مشنوں سے الگ ہونے کی کیا ضرورت تھی بشنوں کا انتظام اُن کے طریق کے مطابق این ایم ایس کے انتظام سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ یا تو دین و دنیا مشنوں کے طریق پر دونوں قائم رکھو تب کام اُن کے مطابق چلیگا۔ یا صرف دین ہی لے بیٹھے تاکہ مدعا پورا ہوتا۔ مگر اب کیا ہے؟ خیر یہ جملہ تو معترضہ تھا۔ ایک قواعد دان سپاہی کو جنگ کے واسطے بہت سے سامان کی ضرورت ہے۔ اور جب تک وہ اُن تمام ہتھیاروں سے مسلح نہ ہو وہ جنگ میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اگر ہووے تو وہ محفوظ نہیں۔ دوسرا غیر جنس سمجھا جا کر توڑ دیا جاتا ہے۔

سپاہی کے واسطے خاص پوشاک چاہئے۔ جس کا نام وردی ہے مسیحی سپاہی کے واسطے بھی وردی کی ضرورت ہے (یسعیاہ ٦١:١٠) یہ وردی راستبازی اور نجات کی ہے۔ اُس نے مجھے نجات کے کپڑے پہنائے۔ اُس نے راستبازی کی خلعت سے مجھے ملبس کیا۔ میں اُس کے کام سے نجات کا لباس پہناؤنگا۔

اس لباس یا وردی کا رنگ فروتنی حلیمی اور برداشت ہے۔ اگر یہ رنگ نہیں راستبازی میں نہیں تو مسیحی فوج کی وردی نہیں۔ وہ جعلی ہے جس سے فوج کے سپاہی دھوکا کھا جاتے ہیں (قلسی ۳:۱۲) پس خدا کے چنے ہوؤں کی مانند جو مقدس اور پیارے ہیں۔ دردمندی اور مہربانی۔ فروتنی حلیمی اور برداشت کا لباس پہنو (۱ پطرس ۵:۵) سب کے سب ایک دوسرے کے تابع ہو کے فروتنی کا لباس پہنو۔

سردی اور بارش سے بچنے کے واسطے ہر ایک سپاہی کو ایک باران کوٹ ملتا ہے مسیحی سپاہی کے واسطے بھی ایک باران کوٹ ہے۔ جو وردی کے اوپر پہننا ضروری ہے (رومی ١٤٠١٣) اور وہ خداوند یسوع مسیح ہے۔ بلکہ خداوند یسوع سے ملبس ہو مسیحی سپاہی کے واسطے انجیل کی چالاکی کا جوتہ ضروری ہے (افسی ٦:٥)

سپاہی کو جنگ کے واسطے طرح طرح کے ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہتھیار دو قسم کے ہیں الف دشمن کو مارنے کے واسطے ب اور خود حفاظتی یعنے اپنے بچاؤ کے واسطے۔ تم خدا کے سارے ہتھیار اٹھاؤ۔ دشمن کے مارنے کیواسطے طرح طرح کے ہتھیار ہیں۔ اُن کا نام روشنی کے ہتھیار ہے۔ ان میں سب سے بڑا ہتھیار تلوار ہے یعنے روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے سے لو (افسی ٦:۱۷۔ رومی ۱۳:۱۲۔ افسی ٦:۷)

اپنی حفاظت کے ہتھیار۔ راستبازی کا بکتر۔ ایمان کی سپر۔ نجات کا خود۔ (افسی ٦: ۱۰-۱۷)

جب ہم ان ہتھیاروں سے مسلح ہوتے ہیں تو بے خطر ہیں۔ کیونکہ ان پر دشمنوں کے ہتھیاروں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ (یسعیاہ ۵۴:۱۷) کوئی ہتھیار جو تیرے برخلاف بنایا گیا کام نہ آویگا۔ چونکہ ہم کو جسم و خون سے جنگ نہیں کرنی (افسی ٦: ۱۱ و ۱۲) بلکہ حکومتوں اور ریاستوں سے۔ اور اس دنیا کی تاریکی کے اقتداروں سے اور شرارت کی روحوں سے جو افلاک کی مکانوں میں ہیں ۲ قرنت ۱۰: ۴-۵ اس لئے ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں بلکہ خدا کے سبب قلعوں کے ڈھا دینے پر کارگر ہیں۔ کہ ہم تصوروں کو اور ہر ایک بلندی کو جو خدا کی پہچان کے برخلاف آپ کو ابھارتی ہیں۔ اور ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کے فرمانبردار کرتے ہیں۔ اور یہ جنگ ہماری نہیں ہے۔ بلکہ سلطان السلاطین یعنے ہمارے خدا کی ہے (۲ تواریخ ۲۰: ۱۵) جنگ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی ہے اس لئے فتح یقینی ہے۔ اور یہ جنگ دنوں مہینوں اور برسوں کی نہیں بلکہ ہر روز تا زیست ۲ تمطاؤس (سردی اور گرمی میں دن اور رات تو کلام کی منادی کر۔ وقت اور بے وقت مستعد رہ) بہادر سپاہی سخت سے سخت جنگ سے بھی پیٹھ نہیں پھیرتا مسیحی سپاہی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ (رومی ۸: ۳۷-۳۹) اگرچہ ہم نے آگے شہر فلپی میں بڑا دکھ اور رسوائی اٹھائی۔ چنانچہ تم اس سے واقف ہو۔ تو بھی اپنے خدا کے سبب بے پروائی کے ساتھ خدا کی انجیل بڑے جنگ وجدل کے درمیان تمہیں سناتے تھے۔ (۱ تسلونیقی ۲:۲۔)

شہیدان کا نتیجہ کے دیکھنے سے اُن حقیقی مسیحی دلاوروں کا حال جنہوں نے صلیب کے جھنڈے تلے دنیا سے جنگ کی۔ اور فتح پائی



اور حال کے زمانہ شہید سوامی سندر سنگھ کی جنگ سے ہمیں دلیری اور بہادری کا سبق ملتا ہے اور ٹرانسوال کی گذشتہ ملکی لڑائی میں ہم نے بوئر قوم کا حال دیکھا کہ کس طرح اپنے ملک اور قوم کی بہتری کے واسطے قربان ہوئے۔ مسیحی سپاہی کو ایسا ہی بہادر اور غیرتمند ہونا چاہیئے۔ تب تو فتح ضروری ہے (یوحنا ۱۶: ۳۳) کیونکہ ہمارا سپہ سالار گناہ۔ دنیا اور شیطان پر فتحیاب ہو چکا ہے تم دنیا میں مصیبت اٹھاؤ گے۔ لیکن خاطر جمع رکھو کہ میں نے دنیا کو جیتا ہے۔ جو سپاہی ایماندار اور اچھی طرح بہادری سے جنگ کرتا ہے۔ وہی فتح پاتا ہے۔ ایسے ہی سورمے انعام پاتے ہیں (۱ تمطاوس ۶: ۱۲) ایمان کی اچھی لڑائی لڑ۔ ہمیشہ کی زندگی کو پکڑ رکھ جس کے لئے تو بلایا گیا۔ (۲ تمطاوس ۴: ۷، ۸) میں اچھی لڑائی لڑ چکا۔ میں نے دوڑ کو تمام کیا۔ میں نے ایمان کو بچا رکھا۔ باقی راستبازی کا تاج میرے لئے دھرا ہے جسے خداوند جو راست حاکم ہے اس دن مجھے دیگا۔ اور فقط مجھے نہیں ان سب کو بھی جو اس کے ظاہر ہونے کو چاہتے ہیں۔

اگر ہم زرہ بکتر راستی اور محبت پہن لیں اور بہادری سے جنگ کریں تو ہم میں سے ایک ایک شیطانی ساری فوج کو زک دے سکتا ہے۔ امریکہ کے ایک باشندے کا ذکر ہے کہ اس نے ایک موقعہ پر دعوے کیا کہ میں اکیلا دشمن کی ساری فوج کو شکست دے سکتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ اس نے کہا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میں ایک بہادر تلوار یہ ہوں۔ دشمن کی فوج کا ایک ایک سپاہی میرے مقابلہ پر آجائے ایک ایک کو مار کر تمام فوج کو تہ تیغ کر دونگا۔

سوائے مسیحی بہادرو جو مسیحی بشارتی مہم پر جاتے ہو اور تیاریاں کر رہے ہو۔ پہلے اپنی ایک ایک بد عادت کو شکستہ کرو۔ اور ایک ایک آدمی کو شیطان کے قبضہ سے چھڑا کر مسیح کے پاس لاؤ پھر فتح ہی فتح ہے۔ یہی ایمان کی اچھی لڑائی ہے جس کا لڑنا ہر مسیحی پر فرض ہے۔

بہادر تو ہو اے مسیحی جواں
فتحمند ہوویگا تو بیگماں۔

راقم - واعظ

التجائے صادق

غم یاس سے بچا مرے غمگسار مجھ کو
کہیں برق نار عصیاں سے مٹا قرار مجھ کو
گریاں کیا خزاں نے زار و نزار مجھ کو
نظر آئے یا الٰہی روئے بہار مجھ کو
مرے دل کو جنگ شیطاں سے یا خدا بچانا
اس طائر حزیں کو صیاد سے چھڑانا
کوہ الم ہے ٹوٹا اس جسم ناتواں پر
نالہ بھی ضعف سے اب آتا نہیں زباں پر
کچھ میری زندگی کی صورت نہیں ہے باقی
اس زیست گراں کو لیجاؤں میں کہاں پر
مرے حال دلستاں پر ہو گر نگاہ عیسے
کافی ہے پھر جہاں میں مجھ کو پناہ عیسی
مرا آشیاں برق شیطان سے جل نہ جائے
کہیں نار نا امیدی سے دل پگھل نہ جائے
شوق کمال رحمت دل سے نکل نہ جائے
گام تمنا میرا یارب پھسل نہ جائے۔
اس دہر پر فنا سے مری جاں بہل نہ جائے
عشق مسیح دل سے میرے نکل نہ جائے
مرا غنچہ ناز حسرت بے لالہ زار رحمت
گلزار زندگی میں آ دستہ بہار رحمت
حاصل ہو وہ مجھے کہ زرنگار رحمت
مرے لب ہوں آشنائے الطاف بار رحمت
اس بحر امتحاں سے گزروں ہی پار مجھ کو
نظر آئے خلد اقدس کا کہیں کنار مجھ کو
ناکام آرزو ہوں محروم نیم جاں ہوں
پسماندہ زمانہ آزردہ جہاں ہوں۔
وحشت میں بے خبر ہوں کہ کیا ہوں اور کہاں ہوں
جو کچھ کہ بھی ہوں صادق عاصی پر فغاں ہوں
میں سایہ صلیب عیسی شیفتہ ہوں
خون مسیح میں نور اللہ کو دیکھتا ہوں

الراقم - پروفیسر لاموایل صادق بی اے وارڈن بشپ فرنچ ہوسٹل سینٹ جانس کالج - آگرہ۔

اعتراضوں پر توجہ کیجئے

اردو اخباروں میں اسلام و آریہ لوگوں کے اعتراضات اکثر چھپا کرتے ہیں۔ مگر ان کے جوابات کے لئے جہاں تک مجھے معلوم ہے سوائے نور افشاں کے اور کوئی مشہور اخبار نہیں ہے۔ بعض ہیں جو رومن اردو میں نکلتے ہیں۔ ان کی وقعت صرف مسیحی چار دیواریوں سے زیادہ نہیں اور مسلمانوں اور غیر اقوام کو رومن اردو کا مذاق نہیں کہ وہ اس کو دیکھیں یا پڑھیں۔ مسلمانوں و ہنود کے اخباروں میں لوگ اعتراضوں کو پڑھتے ہیں اور ان کے جوابات سے بیخبر رہتے ہیں تو ان پر یہ اثر ہوتا ہے کہ عیسائیوں سے جواب نہ بن پڑا اس لئے یہ اعتراض

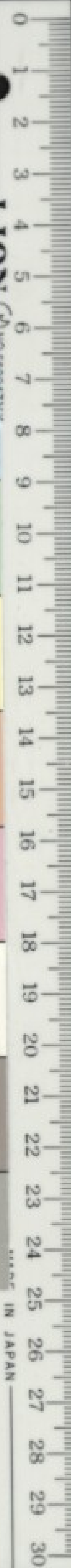
صحیح ہیں۔ جو لوگ خاص طور پر مبشر و مناد ہیں اور اس خدمت کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں اُن کا یہ کام ہے کہ مسیحی مذہب کی صداقت ہر طرح سے لوگوں تک پہنچائیں اور اُن کی غلطی و غلط فہمیوں کو رفع کریں۔ مسیحی مذہب کے تلاش کنندہ کو مغالطہ اور دھوکے سے بچائیں اور راہ راست کی بڑی رہنمائی کریں۔ مشنری صاحبان اپنے اور کاموں میں اس قدر مستغرق ہیں کہ نہیں اس کی خبر ہی نہیں کہ جو تخم ریزی وہ کر رہے ہیں اس کھیت میں دوسری قسم کے بیج کہاں کہاں بوئے جاتے ہیں۔ اور کون بو رہا ہے۔ ابھی زمین کے محفوظ رکھنے کا موقعہ ہے۔ پر جب درخت بڑھ جائینگے اس وقت کے لئے یہ فتویٰ ہے کہ کاٹنے والے فرشتے انہیں علیحدہ کرینگے۔ شاید فرشتوں کے کام بڑھانے کے لئے یہ چشم پوشی کیجاتی ہو۔ یا خیال کیا جاتا ہو کہ معترض بیل سے واقف نہیں اُن کے اعتراض بے ہودہ و فضول اور قابل توجہ نہیں ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔ سال گذشتہ میں میں نے اپنی عدیم الفرصتی میں چند اخبار و میگزین میں مختلف قسم کے اعتراضات دیکھے۔ درحقیقت وہ ایسے معقول اعتراض تھے کہ جس کے جواب دینے کی ایک عام معلومات کا عیسائی جرأت نہیں کر سکتا۔ ایک خاص اخبار صادق قادیان سے نکلتا ہے۔ جس میں ایک ہزار اعتراض سلسلہ وار چھاپنے کا ارادہ اڈیٹر نے ظاہر کیا ہے۔ علاوہ اس کے ریویو میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ اور آریہ کے اخباروں میں بھی ضمیمہ چلی جاتی ہے۔ بعض صاحبان سمجھتے ہیں کہ ہندوستانی بیچارے اپنے ہی مذہب سے واقف نہیں۔ نہ انہوں نے باقاعدہ مسیحی مذہب کی تعلیم پائی پھر بھلا ان کا اعتراض ہی کیا ہوگا۔ ایسا نہیں ہے۔ بعض عیسائی ایک مدت دراز تک مسیحیوں میں رہے۔ تعلیم پائی اور کسی وجہ سے ٹھوکر کھا کر لوٹ گئے آریہ یا مسلمان ہو گئے۔ بعض آریہ و مسلمانوں کی طرف سے مبشر کی خدمت کے لئے باقاعدہ تعلیم پا کر تیار ہوئے بعض نے شوقیہ ایک عرصہ تک مطالعہ کیا بحث مباحثہ کرتے یا سنتے رہے اور یوں وہ اب اس قابل ہو گئے ہیں کہ کچھ کہتے ہیں ہم اُن کی سنیں اس پر توجہ کریں۔ انہیں جواب دیں ہم نے مانا کہ بہتیرے محض خودنمائی کے لئے مباحثہ یا مناظرہ کرتے ہیں۔ اُن کا مقصود حق جوئی نہیں بلکہ کچھ اور ہی مطلب ہوا کرتا ہے۔ تاہم یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ سخت سے سخت طبیعت متعصب ہی و ترشروئی سے پیش آنے والے مسلمانوں نے جب ہمارا برتاؤ و تحمل و بردباری کا دیکھا اور معقول جواب پایا تو وہ قائل ہو گئے۔ مسیح کے پرجوش خادم بنگئے۔ اور اب تک موجود ہیں مشنری صاحبان بہت ہی عدیم الفرصت ہیں۔ اور جو خدمت اُن کے سپرد ہے وہ نہایت ضروری مفید کار آمد ہے۔ اگر وہ صاحبان ذرا ان معترضوں کے جوابات دینے کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیں تو خاطر خواہ خدمت ہی کار آمد ہوگی اور بہتوں کو گمراہی سے بچا سکے گی۔ ابتدا میں مشنری صاحبان نے منادی مباحثہ و تصانیف کتب و اشاعت ٹریکٹ و اخباروں کے ذریعہ جو جہاد کیں وہ [illegible] زمانہ میں غیر اقوام میں اُن کا مقابلہ کر سکی ہے ہم نہیں جانتے کہ موجودہ زمانہ میں کس مذہب کی اشاعت کے لئے وہ کونسا بہتر طریق اختیار کیا یا نکالا جائیگا۔ کیونکہ [illegible] محدود ہوتا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ مسیحیوں میں اب تک ان معقول و مدبر اشخاص کی جگہ خالی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ان سے بڑھ کر قابل اشخاص مسیحی جماعت میں موجود ہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ اپنی خاص خوبیوں میں سبقت لے گئے۔ اب بھی نہیں کہ باقیماندہ آن تک کب ہی سمجھتے ہیں۔ اگر کوشش کریں تو اُن سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

بی۔ ایل۔ [illegible]

طرواس میں پولوس کی رویا

گذشتہ سے پیوستہ

یورپ کی تحریک والی [illegible] ہوتی ہے پہلے اس کا بیرونی بیان مقصود کیا گیا کہ یورپ کے میدان جنگ میں کلیسیا جنگی صورت اختیار کرے۔ ناراستی اور بے دینی کے مقابلہ میں فتحیاب ہو کر مسیح کا جھنڈا بلند کرے لیکن تصویر کا ایک اور بھی پہلو ہے۔ کلیسیا جھنڈے والی فوج کی مانند مہیب تو ہے مگر صبح کی مانند [illegible] چاند کی مانند حسینہ اور سورج کی مانند جمیلہ دلہن کی صورت بھی رکھتی ہے۔ (دیکھو غزل الغزلات ۶: ۱۰) یورپ کے جنگ گاہ میں کلیسیا دلہن نہیں بن سکتی۔ اس لئے اس کو پھر اپنے زانو ہو میں دلچسپ [illegible] وغیرہ مشنریوں کے سامنے ایک مشرقی [illegible] [illegible] اور مشنت کرکے کہتا ہے [illegible]



"مرکاڈ اور ہماری مدد کرو" ہمیں مشرقی مقدونی کے پاس سکندری شہ زوری نہیں۔ قارون کا خزانہ نہیں۔ اگر تھا تو ہمیں اسے نکل گئی۔ روما کا جاہ و جلال نہیں۔ ہمارے پاس اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ لمبے لمبے دریا ہیں۔ زرخیز زمین ہے۔ کشادہ دل ہے۔ سوچنے والا ذہن ہے۔ مگر کردوبدن میں نہ طاقت ہے نہ ہمت ہے نہ حوصلہ ہے۔ اب مسیحیت کو اس ملک میں اگر ہمیں کچھ بنانا ہے۔ اور ہم سے کچھ بنتا ہے یہ ہماری بے حرکت زندگی میں ہمت و حوصلہ تو اگر نہیں کبھی مغربی قوموں کی مشابہت میں کوئی نئی دیدنی صورت عنایت کرے گی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ہماری ویدانتی یا صوفیانہ طبیعت میں داخل ہو کر جنگی کلیسیا کو دلہن کے لباس میں آراستہ کر معشوق کے وصل میں جھل کردیگی۔ جنگ یورپ نے مسیحیت کو جنگ کرنا سکھایا۔ مگر مشرق آب مسیحیت کو محبوب کی محبت میں غرق ہونا سکھاویگی۔ اس وقت غزل الغزلات پر سے پردہ اٹھ جائیگا۔ "اے یروشلم کی بیٹیو میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ اگر تمہیں میرا محبوب ملجائے تم اس سے کہیو کہ میں عشق کی بیمار ہوں"۔ کلیسیا کو اپنے زاور میں محبوب ملجائیگا وہ کہیگی وہاں میں اپنی محبتیں تجھ پر دکھاؤنگی وہ دودیوں کی زور مہک ہو اور ہمارے دروازوں پر ہر قسم کے تر و خشک میوے ہیں جو میں نے تیرے لئے ذخیرہ کئے ہیں اے میرے محبوب" تب کلیسیا دعا مانگیگی "نگین کی مانند مجھے اپنے دل میں لگا رکھ اور خاتم کی مانند اپنے بازو پر۔ کیونکہ عشق موت کی مانند زبردست ہے۔ اور غیرت گور سا بے مروت ہے۔ اس کی کوٹیں آگ کی کوٹیں ہیں۔ اور خداوند کے شعلے کی مانند بڑا پانی عشق کو بجھا نہیں سکتا۔ اور نہ باڑھیں اسے ڈبا سکتی ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنے گھر کا سارا مال عشق کے لئے دیتا تو وہ سراسر لائق حقارت کے ٹھہرتا۔" ہندوستانی محاورہ میں "آئے پیارے تیرے چرنوں میں میرا تن من دھن تینوں سمرپن ہے"۔

چہارم۔ یہ تو بس کی رویا تھی۔ وہاں خواب کا ذکر نہیں ممکن ہے کہ کسی سچ مچ کے مقدونی آدمی ہی ہیں اس نے اس رویت کو دیکھا۔ خواب میں رویا دیکھنے کی نسبت بیداری میں رویا دیکھنا بہتر ہے۔ ہم روزمرہ کتنے لوگوں سے ملتے ہیں۔ اُن کی روحانی حاجتوں کو دیکھتے ہیں مگر کیا وہ حاجتیں ہم پر رویا کی صورت میں ظاہر ہوتی اور ہمیں بلاتی ہیں کہ ہم اُن کی مدد کریں۔ یاد رکھو کہ سب سے زور کی بلاہٹ انہی کی طرف سے آتی ہے کہ جو اپنی حاجت سے واقف بھی نہیں ہوتے۔ کتنی مونگی روحیں روزمرہ بےخبر خدا اور بغیر عاقبت کی امید کے اس جہان سے تاریکی کے عالم میں اتر رہی ہیں۔ مسیحی بھائی بہنو کیا تم اُن کی پکار سنتے ہو؟ (پادری پی بی۔ اے۔ سہارنپور)

نیشنل مشنری سوسائٹی آف انڈیا

تقریباً بارہ سال کا عرصہ ہوا جبکہ اس مبارک سوسائٹی کی بنیاد سیرامپور میں رکھی گئی۔ بانیان سوسائٹی کے دل میں جو خیالات موجزن تھے ایک تو یہ کہ ہندوستانی مسیحیوں میں مشنری روح پھونکی جائے اور دوسرے یہ کہ ہندوستان کے اُن علاقوں میں جہاں کہ ابھی تک مسیح کا نام نہیں نہیں پہنچا پہنچا دینے کی کوشش کیجاوے۔ کہاں تک اس قلیل عرصہ میں سوسائٹی کو اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی؟ اس سوال کا جواب این ایم ایس کی دس سالہ رپورٹ میں ملتا ہے۔ جو کہ بزبان انگریزی سوسائٹی کے صدر مقام روپا چند مدراس سے یا لاہور ریجس سوسائٹی سے بقیمت ۴ مل سکتی ہے۔ گزشتہ سال ۲۳ ہزار روپیہ ہندوستانی مسیحیوں سے اکٹھا کیا گیا اور مسیح کے نام پر مختلف علاقوں میں صرف کیا گیا اور ۱۹۱۷ کا بجٹ (اندازہ خرچ) ۲۷ ہزار ہے۔ اور بلاشبہ اس قدر رقم کا حاصل کرنا اگرچہ مشکل لیکن امر یقینی ہے۔ سوسائٹی کی اس قدر حیرت انگیز ترقی اُس جذبہ محبت کا کل ثبوت ہے جو کہ ہندوستانی کلیسیا کو اس سوسائٹی کے مقاصد کے ساتھ ہے۔ ہر درجہ ہر طبقے اور ہر خیالات کے لوگوں نے دامے درمے مدد دینے سے دریغ نہیں کیا۔

اگرچہ شروع شروع میں بعض کم ایمان اصحاب نے کسیقدر سوسائٹی کی کامیابی میں شک ظاہر کیا تھا لیکن دس سال کے تجربہ نے مزید شکوک کے لئے چنداں گنجائش نہیں چھوڑی مگر ہمارے قابل تعظیم بزرگ مسٹر واعظ نے مغربی اور مشرقی مسیح کے چٹکلے دار مضمون پر بحث کرتے کرتے بمصداق

مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات

ایک سوئے ہوئے فتنے کو نورافشاں کے کالموں میں پھر جگانے کی کوشش کی ہمیں تو اس بات کا شکر ہے کہ مسٹر واعظ نے این ایم ایس کو یاد تو فرمایا ہے

دعا دو نہ دو بد دعا دیتے جاؤ
محبت کا کچھ تو صلہ دیتے جاؤ

ہمارے ہمعصر پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آنگلیکن مشنری سوسائٹی نے تو اس میں بڑا ہی غرق کر دیا۔ یہیں مغربی مسیح کی چھپ رہو گئی وغیرہ وغیرہ پنجاب میں این ایم ایس نے مشرقی طریق پر کچھ نہیں کیا مغربی مسیح کی شیدائی ہو کر نام ڈبو دیا معزز اڈیٹر نور افشاں نے بھی کھلے لفظوں میں ان خیالات کی اپنے ایک گذشتہ لیڈنگ آرٹیکل میں تائید کی ہے اسلئے اندیشہ ہے کہ بعض احباب کہیں تصویر کا دوسرا رخ بھول نہ جائیں اسلئے مسٹر واعظ اور اڈیٹر صاحب سے مودبانہ گذارش ہے کہ کیا آپ صاحبان نے کبھی این ایم ایس کے کام کو کبھی خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ اگر اس کا جواب مثبت میں ہو تو آپ بتلائیں کہ اس کام میں کن سے مغربی طریقے آپکو نظر آئے ہماری خوش قسمتی سے مسٹر واعظ خود پادری ہیں اور ہم ہیں ہمدرد۔ ایک دیہاتی کلیسیا کے پاسٹر ہیں۔ اس لئے آپ واضح طور پر ان باتوں کو روشن کریں کہ آپ اپنے کام میں کن مشرقی دریقوں کا استعمال کرتے ہیں جنکو کہ پادری جیمز ولیم صاحب عملی جامہ نہیں پہناتے؟ قاصد این۔ ایم۔ ایس کا چھوٹا سا ماہواری رسالہ وائی ایم سی اے لاہور سے شایع ہوتا ہے اس کے کالم آپ کے پیش نظر ہیں آپ براے مہربانی ہمیں مشرقی طریقوں میں سبق دینے شروع کریں۔ تاکہ ہماری بھلا ہو اور غلطی کی اصلاح ہو سکے۔ ہم پادری ولیم صاحب کے مقرر کردہ وکیل نہیں لیکن پھر بھی ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ پادری صاحب بڑی شکر گذاری سے آپ کے مشوروں کو قبول کرنے میں تامل نہ فرماویں گے۔

الراقم۔ بی۔ ایل۔ ریاام۔
اڈیٹر قاصد وائی ایم سی اے لاہور

ضرورت ۳/ ۲

ایڈورڈس سی ایم ایس ہائی سکول کے لئے ایک ہیچر کی ضرورت ہے۔ پادری مارک سالسبری ایل ایل ڈی ہیڈ ایڈورڈس ہائی سکول پشاور۔

تیل واسطے زخم ۱۲/ ۳ ع

تیل ہر قسم کے زخم پھوڑا پھنسی۔ داد۔ چھاجن اور کھجلی کے لئے انسان ہو یا جانور یکساں فایدہ کرتا ہے مجرب ہے۔ قیمت شیشی ایک اونس ۴/ دو اونس شیشی ۸/

سرمہ واسطے دکھتی آنکھ

ایک ہی دن میں فایدہ کرنے والا نہایت بیش قیمت ہے۔
قیمت ایک تولہ ایک روپیہ آٹھ آنہ دہر ڈاکٹر ای نیوٹن اوبیڈ ایہ ڈاکخانہ نگمسن پور سرگجہ سی پی

ضرورت ۲/ ع

ایس پی جی مشن دہلی کے کرسچن بائز بورڈنگ پرائمری سکول کے لئے ایک ٹرینڈ مسیحی ہیڈ ماسٹر کی فوراً ضرورت ہے۔ اپنی لیاقت اور مطلوبہ تنخواہ کا ذکر کرتے ہوئے پرنسپل مدرسہ ہذا کو درخواست کریں۔

کتاب انشپدوکی تعلیم کہاں سے ملیگی؟

ہم نے اس کتاب کی رعایتی قیمت کا اشتہار نور افشاں میں دیا تھا چونکہ سب فروخت ہو چکی ہے مگر اصل قیمت پر منیجر پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور سے مل سکتی ہے
پادری کیول سنگھ امر سدھ لودیانہ

بورڈنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ از مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں علاوہ بریں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں سکول ہذا میں چونکہ مسیحی لڑکوں کے داخل کی گنجائش ہو لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طالب پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر
پرنسپل بورڈنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانہ جات یہ بورڈنگ مسیحائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحب کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے خرچ فی لڑکا ماہوار مقیس حساب علم ہر ماہوار اگر ایک خاندان سے دو ہوں للعہ ہر ہوں معہ دھوبی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر شاگردی میز کاری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن رکھا کر و نو کول بور ڈیرام وغیرہ بھی تیار ہوتے ہر قیمت جن رکھنا للعہ سے ما سے کرو کول لعہ سے رو پیہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ای ایم ویری ڈی ڈی ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں کے لئے مشن ٹیچم پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برہلڈ چھپا۔